نائن الیون کے تناظر میں مستنصر حسین تارڑ کا ناول "خس و خاشاک زمانے"
ایک جائزہ

ڈاکٹر محمد افضال بٹ[1]، ڈاکٹر طاہر عباس طیب **

Abstract:

"Literature plays an important role in the smoothness and fame of public opinion. After 9/11, when international conditions changed rapidly, the literature acknowledged its effects. Many Writers reacted to the landscape of world politics, conspiracies, terrorism, and an atmosphere of insecurity, military operations, and poor policies. In Urdu literature, Mustansar Hussain Tarar is the great writer of modern Urdu language. He adopted unique style for travelogue and novel writing. He has a unique writing style that made him popular among the literary community. He wrote on many topics like romance, history, geography, socio-economic conditions, human compulsions, helplessness, and hope. An important aspect of his personality is his love of homeland. His human friendship is deep and strong. In this novel, he explains the fact that exploitation and oppression are a form of the blind forces of the elite. When a human is endowed with it, he has no religion, no ideology nor geographical identity. They all lose their existence. In this complete darkness, he also shows us the rays of light and gives us hope for a new person and a new world. He hopes that the time will come when the world will be free from injustice, oppression, poverty and discrimination. It is also a hope and a desire. Undoubtedly the novel occupies a special place in Urdu literature during the turbulent times."

Keywords: 9/11 Effects, Landscape, Conspiracies, Terrorism, Compulsions, Poverty, Oppression, Exploitation and Discrimination.

ادب رائے عامہ کی ہمواری اورشعور کی پختگی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نائن الیون کے بعد جب بین الاقوامی حالات میں تیزی سے تبدیلی آئی۔ تو ادب نے بھی اس کے اثرات کو قبول کیا۔کئی ملکوں کی طاقتوراشرافیہ نے اپنے تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے ایسی پالسیاں بنائیں جس سے جنگ وجدل میں اضافہ ہوا۔ڈاکٹر مجاہد کامران لکھتے ہیں:

’’ عوامی ذہنوں کی طنابیں کھینچنا ہی اسی اشرافیہ کی حکمت عملی کا سب سے ضروری جزو ہے جس کی بناپر وہ نئے" عالمی نظام" کا قیام عمل میں لانا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ اشرافیہ کرہِ ارض پر قبضہ جمانے اور یہاں حکومت کرنے کے لیے اپنی کارروائیاں سرانجام دیتا ہے۔‘‘(1)

ادب کا انسانی سماج پرگہرا اثرہے۔ لفظ اپنے اندر معنوی احساس اور گہرے مفاہیم رکھتے ہیں۔ 11 ستمبر کو جب امریکہ میں دو جہاز ٹاوروں سےٹکرائے اور پینٹاگون کی عمارت پر دہشت گردی کا واقعہ پیش آیا، تو ادیبوں نے ادبی فن پاروں میں عالمی سیاست کے حقائق کواپنے نقطہ نظر سے پیش کیا۔ امریکہ نےاس سانحے کے تانے بانے افغانستان سےجوڑے۔اس نے اسامہ بن

---

[1]صدر شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ
** اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

لادن کو انسانیت کا دشمن قراردیا اوروہ پوری دنیا میں اپنی پالیسیوں کو مسلط کرنے لگا۔ امریکہ نے روس کے خلاف افغانستان میں جن مجاہد ین سے کام لیا بعد میں انہی کو دہشتگرد قرار دے دیا۔ یوں نائن الیون کے سانحےنے خاص طور پر مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا۔اس موضوع پر کھل کر لکھا گیا۔اس سانحے کے بعد نہ ختم ہونے والے جبرواستحصال کو بیان کیا گیا۔ ادیبوں نے عالمی سیاست کا منظرنامہ، سازشیں، دہشتگردی، عدم تحفظ کی فضا، فوجی آپریشن،اور ناقص پالیسیوں کے خلاف ردعمل پیش کیا۔ ڈاکٹر نجیبہ عارف بیان کرتی ہیں:

’’جب بھی ملک سیاست یا معاشرتی زندگی کے افق پر کوئی قابل ذکر واقعہ رونما ہوا، اُردو ادیبوں نے اپنی تخلیق کا موضوع ضرور بنایا ہے۔‘‘(۲)

انسانی زندگی مختلف حادثات و واقعات سے عبارت ہے اور ادب زندگی کا آئینہ ہے۔ ہر دور کا ادب سماجی، سیاسی اور ثقافتی واقعات کے زیراثر پروان چڑھتا ہے کیونکہ ادیب معاشرے کا حساس فرد ہوتا ہے۔ وہ ان واقعات و حادثات سے اثر قبول کرتا ہے۔غرض انسانی زندگی میں در پیش ہونے والے تجربات،مشاہدات اوراحساسات، ہی کسی مصنف کو ادب پارہ تشکیل دینے کی تحریک دیتے ہیں۔

اُردو ناول میں نائن الیون کے حوالے سے سیاسی، سماجی اور عصری صورتحال پر لکھاگیا۔ ان ناولوں میں نائن الیون کے اثرات سیاسی صورتحال، دہشتگردی اور فوجی آپریشن کو بیانیہ،علامتی اور مزاحمتی انداز میں پیش کیا گیا۔ اس حوالے سے محمدالیاس کا ناول "برف"، محسنہ جیلانی کا ناولٹ "میں دہشت گرد ہوں"،یونس جاوید کا ناول "سونت سنگھ کا کالادن"،سرفراز کا ناول" پس آئینہ"،ایم اختر کا ناول "ایک لوسٹوری اور ایک ایٹمی قیامت "اور مستنصر حسین تارڑ کے ناول "قلعہ جنگی" اور "خس و خاشاک زمانے" قابل ذکر ہیں۔

مستنصر حسین تارڑکا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ رومان، تاریخ،جغرافیہ، سماجی و معاشی حالات، انسانی مجبوریاں، بے بسی، امید غرضیکہ انھوں نے کئی موضوعات پرلکھا۔وہ اردو کی ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو ارض وطن سے محبت ہے۔ قومیت کا احساس انھیں اپنی مٹی سے جوڑے رکھتا ہے۔ان کی انسان دوستی گہری اورعملی ہے۔وہ زندگی کے بنیادی حقائق سے آنکھیں چار کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

’’وہ (مستنصرحسین تارڑ)اپنے لوگوں کے متعدد اوراپنے وطن کی بقا اورترقی کے لیے جبلی سطح پر سر گرم کار ہے۔‘‘(۳)

ناول "خس و خاشاک زمانے‘‘ عا لم انسانی کی تاریخ کے سیاہ باب،نائن الیون کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔ اس ناول میں مشہور کہاوت" جس کی لاٹھی اس کی بھینس‘‘ کی مثال کو اپنایا گیا۔طاقتور،کمزور پر غلبہ حاصل کرنا چاہتاہے۔ نائن الیون کے بعدایک ایسی جنگ کا آغاز ہوا۔جس کے اثرات تاحال جاری ہیں۔ تاریخ انسانی میں انسانیت کی وہ تمام اقدار جس کا وہ راگ الاپتے نہیں تھکتے تھے وہ سب کھوکھلے ثابت ہوئے۔

ناول ’’خس و خاشاک زمانے ‘‘ کا سرورق بذات خود معنویت سے بھرپور ہے۔ اس پر مرکزی کردار اپنے تمام تر خدوخال کے ساتھ جلوہ گر ہے جس کے پس منظر میں بلند و بالا عمارتیں دکھائی گئی ہیں،جن کے عقب میں سورج غروب ہو رہا ہے۔ان میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت نمایاں ہے۔ اس عمارت سے جہازکے ٹکڑانے کا منظر بھی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ ناول 740 صفحات پر مشتمل ہے۔مستنصر حسین تارڑ کا ناول ’’خس و خاشاک زمانے‘‘ عہد بہ عہد کئی زمانوں کی داستان ہے۔یہ ناول 2010 ءمیں منظر عام پر آیا۔کہانی ماضی سے حال کے سفر کی داستان ہے۔جس کا ہر موڑ ایک نئے عہد کی غمازی کرتا ہے۔ اس ناول میں طبقاتی تقسیم، حاکم اور محکوم کا رشتہ، سماجی اور سیاسی بندھن اور ہرگزرتے ہوئے لمحے کے ساتھ قریب ہوتے ہوئے زوال کو مصنف نےخوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ڈاکٹر محمد سفیر اعوان نےناول کے بارے میں رقمطراز ہیں:

’’ خس و خاشاک زمانے "کو گارشیا مارکیز کے ناول ”تنہائی کے سو سال"کے ہم پلہ قرار دیاہے۔‘‘(۴)

یہ ناول نو ادوار پر مشتمل ہے اوراس میں ایک پور ی صدی کے مختلف واقعات کو پیش کیا گیا۔ اس کےکم و بیش 77 کردار ہیں۔ جن میں اہم ترین بخت جہان، سرو سانسی، لہناں سنگھ، امیر بخش، موتی، سلمان شاہ، انعام اللہ، روشن اور شباہت کے کردارقابل ذکر ہیں۔ناول کی ابتداء انگریزراج کو دیکھایا گیا ہے۔ اس دور میں جس میں حاکم گنتی کے چند افراد ہیں جن کا رنگ،نسل،قوم اور جغرافیہ اپنے غلاموں سے مختلف ہے۔ یہاں کے مکین محکوم ہیں اور ان کا استحصال ہوتا رہتا ہے۔راج تو گورے کا مگرآہستہ آہستہ عوام میں شعور کی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ جلیانوالہ باغ کا تاریخی واقعہ اسی عوامی شعورکا شاخسانہ تھا جس کا ذکر ناول میں موجود ہے۔ناول کا تیسرا دور میں قیام پاکستان کی صورتحال کو بیان کیا گیاہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقسیم کے نام پر ظالموں نے کس طرح ظلم وستم کی انتہا کی۔ جس پر تاریخ انسانی ماتم کناں ہے۔ چوتھا دور 1965ء کی جنگ کا ہے۔جب کہ پانچواں دور سقوط ڈھاکہ کا ہے جس میں بنگالیوں سے ناانصافیوں کو کہانی کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ چھٹا دور ضیاء الحق کی آمریت کا دور ہے۔ ساتواں نام نہاد جمہوریت کا جبکہ آٹھواں دور مشرف کا ہے۔ ناول میں ان جرنیلوں کی قلعی کھولی گئی جنہوں نے اپنے غلط فیصلوں اور منفی طرز عمل سے قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ناول کا اختتام نویں دور میں مشرق اور مغرب کے تصاد م کا زمانہ ہے۔دنیا میں ہونے والے زیادہ تر مظالم کی بنیاد مذہب کو بنایا گیا ہے۔ اشرافیہ نے اپنے منصوبوں کو کامیاب بنانے کے لیے مذہب کا استعمال کیا ہے جس کا تاوان کئی نسلیں ادا کرتی ہیں۔جیسا کہ نائن الیون کا واقعہ جن کے نتائج ناگفتہ بہ ہیں۔ تارڑ کے نزدیک صحیح معنوں میں آزاد انسان وہی ہے جوعقیدے، مذہب اورشناخت کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو۔ ناول میں اس عمل کو شناخت کی قید اور عقیدے کی بینائی کا نام دیا ہے۔ ناول میں تاریخی شعور کی سنجیدہ تخلیقی کوشش کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی بحرانوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ بلال حسن بھٹی کے نزدیک:

> ’’خش و خاشاک زمانے" میں تارڑ انسانی شناخت کے بحران سے جڑے نسلی، مذہبی، ثقافتی اور قومیتی بیانیوں کی گہرائیوں میں جا کر اسے رد کرتے ہوئے بین القوامیت کی طرف مراجعت کرتا نظر آتا ہے۔ جہاں تمام تر شناختوں کے باوجود انسانیت کی شناخت بڑی شناخت بن جاتی ہے۔‘‘(۵)

مستنصر حسین تارڑکےموضوعات انسانی زندگی کی کشمکش اور فرد کی نفسیاتی کیفیات کی ترجمانی کرتےہیں اوران کے کردار حقیقی ہیں۔ جس سے انہوں نے معاشرے کے عکاسی اور ان کے درپیش ہونے والی مشکلات کو اپنی فکر کے ذریعے بیان کیا۔ انہوں نےتمام حالات واقعات کاغیر جانبداری سے لیا اور ہماری ملکی پالیسیوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ نائن الیون کا واقعہ،جس کابنیادی موضوع زوال آدم ہے۔الیاس بابر اعوان کے مطابق:

> ’’خس و خاشاک زمانے ان تمام قضایا کاایک ایسا ماحصل ہے جو سماج کی نئی فکری تشکیل یعنی ایک لحاظ سے فکری پراگندگی پر ایک غیر سیاسی تبصرہ ہے۔‘‘(۶)

’’خس و خاشاک زمانے‘‘ میں تارڑ نے ناول کے اہم کردار ’’انعام اللہ‘‘ کا سہارا لیا جوملک چھوڑ کر امریکہ میں ٹیکسی چلاتا ہے۔نائن الیون کے حادثے نے اس کی زندگی کو بہت متاثر کیا۔ وہ اپنی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں خود کو قید کر لیتا اور سارادن ٹیلی وژن دیکھتا ہے۔ وہ کئی دن گوشہ نشین رہنے کے بعد ہمت کر کے شہر میں داخل ہوتا ہے تووہ محسوس کرتا ہے کہ ہر شے معمول کے مطابق حرکت میں ہے۔ یہاں تو سوگواری اور الم ناکی کا کوئی سایہ نہ تھا۔ لیکن جب اس نے ٹیکسی چلانا شروع کی، تو مسافر نے اسے ٹیررسٹ (دہشت گرد)قرار دیا۔ یہ نفرت کی پہلی چنگاری تھی۔ نائن الیون کے بعد امریکہ میں یکدم چھوت چھات کا نظام رائج ہوگیا۔ سب لوگ مسلمانوں کو مجرم سمجھتے تھے جسے ہم اسلام فوبیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ ناول سے یہ اقتباس:

> ’’ہمیشہ کی مانند دریائے ہڈسن کے پانیوں پر بادبانی کشتیاں آہستگی اورامن سے رواں دواں نظر آتی تھیں۔ لیکن ان پانیوں کی تہہ میں نفرت اور انتقام کے اژدھے تھے اوراس پھنکار کو صرف وہ سن سکتے تھے جن کی رنگت مشرقی تھی، جن کی آنکھوں میں سیاہی تھی اور جو موزلم کہلاتے تھے----- عقیدے نے اپنے سینکڑوں برس کی غفلت، بے حسی اور نالائقی کا خمیازہ بھگتنا تھا اور ٹیکنالوجی کے کفر کے آگے سجدہ ریز ہو کر شکست سے دو چار ہونا

تھا۔۔۔۔پچھلے پانچ سو برسوں سے ایک نیل کڑ بھی ایجاد نہ کیا تھا اور محض آسمانی امداد کے طلبگار اپنے رب کے آگے سجدے کرتے گڑ گڑاتے۔۔ اے رب ان کفار کو نیست و نابود کر دے کی دعائیں مانگتے رہتے تھے۔۔ لیکن ادھر سے۔۔ آسمانوں سے، غیب سے فرشتوں نے کہاں اترنا تھا۔۔ ٹیکنالوجی نے ان فرشتوں کے پر جلا دیئے تھے۔ ''(۷)

امریکہ نے مسلم عقیدے کو بنیاد بناتے ہوئے انتقامی کارروائیاں شروع کیں، جسے وہاں کے مقیم مسلمانوں کو بھگتنا پڑی۔ اس نہ کردہ گناہ کی پاداش میں مسلمانوں کو ملک چھوڑ دینے کے نوٹسزجاری ہو ئے۔اس کے بعد جب ایک دن انعام مرنے والوں کی یاد میں شمعیں روشن کرنے جاتا ہے تو وہاں موجود لوگ اسے کہتے ہیں کہ تم یہ دیکھنے آئے ہو کہ تمہارا مشن کتنا کامیاب رہا۔اس تجربے کے بعد اس نے اپنے نام کے ساتھ محمد لگا دیا۔یہ سب ایک ردعمل تھا۔ ذلت اور رسوائی نےاس کے اندر سرکشی، احتجاج اور بغاوت کے پودے کو جنم دیا۔

اس سانحے اورظلم و ستم کے نئے باب نے اسے نیم پاگل کر دیا۔ جب صورت حال نا قابل برداشت ہوگئی تو وہ امریکہ سے کینڈا چلا جاتا ہے۔امریکی فوجی جو کہ تباہ کن ہتھیاروں سے لیس ہیں، افغانیوں کے لیے کچے گھروندوں کے شکستہ دروازوں کواپنے بھاری بوٹوں کی ٹھوکروں سے توڑتے ہیں اور''شوٹ دا باسٹر ڈز'' کہتے ہیں۔ اس دوران ایک اور بے جواز جنگ کا آغاز ہوا۔ اس کا سبب عراق میں موجود تیل کے کنویں تھے۔اس آگ نے شہر، گھر اور عمارتیں ویران کر ڈالیں۔ افغانستان اور عراق میں بے پناہ قتل و غارت کی گئی۔ ایک شاندار تہذیب ملیا میٹ کر دی گئی۔جہاں بے گناہوں اور معصوموں کا خون بے دریغ بہایا گیا۔ چند اقتباسات:

''ایک چیونٹی کو ہلاک کرنے کی خاطر سینکڑوں مشتعل ہاتھی چیختے چنگھاڑتے چلے آتے تھے۔''(۸)

''صرف جدید عمارتوں کے بدلے میں پوری تہذیب انسانی کو روندنا بھی تو کچھ زیادہ مناسب نہ تھا اور ہزاروں چڑیوں اور بچوں کا دل روکنا بھی تو کچھ مناسب نہ تھا۔''(۹)

انعام اللہ جیسے بہت سےاور لوگ بھی متاثر ہوئے اورردعمل کے طور پر ان کے دل میں دہشت گردی کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے آپ کو فنا کرنے کی آرزو کرنے والے، خود کش بمبار جو مذہبی انہتا پسندی کا شکار تھے۔اگر ان افراد کی نفسیات کا جائزہ لیں تو غربت، معاشی مجبوری، دکھ، معاشرے کی بیگانگی اور ثواب کے حصول نے انہیں اس طرف مائل کیا۔ انعام اللہ بھی امریکہ سے افغانستان اور عراق میں بلا وجہ موت کے گھاٹ اتار ے جانے والے معصوم جانوں کا بدلہ لینے کی ٹھان لیتا ہے۔

مصنف نے نائن الیون کے اسباب، اثرات اور اس کے تناظر میں دنیا میں ہونے والے مظالم کوخوبصورتی سے کہانی میں پیش کیامغرب میں گستاخانہ خاکوں کی شکل میں ہونے والی اسلام دشمنی پر پاکستان کے شہر لاہور میں احتجاج کے ردعمل کو مستنصر حسین تارڑ یوں پیش کرتے ہیں:

''جن کے دل دکھے ہوئے تھے، وہ ٹریفک لائٹس، شورومز، سائن بورڈپر یلغار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مال روڈ پرسایہ فگن پیپل کے گھنےاشجارکے تنوں پر پٹرول چھڑک کر انہیں بھی جلاڈالنے کی کوشش میں مصروف تھے، یہ سب دنیا کے کھیل،تماشے تھے۔لہولعب تھے انہیں راکھ کردینے سے اگر بخشش کا یقینی بندوبست ہوسکتا تھا تو یہ گھاٹے کا سودانہ تھا۔''(۱۰)

''بینائی صرف تب نصیب میں آتی ہے جب آپ اپنی خاک کا سرمہ آنکھوں میں لگائیں۔ ''(۱۱)

''خس و خاشاک زمانے'' ایک وسیع کینوس کا ناول ہے جس میں متنوع موضوعات ہیں۔ اس میں سو سالوں کے دوران تاریخ، تہذیب، معاشرت، سیاست اور ثقافت میں ہونے والے اثرات کوکہانی کی صورت میں پیش کیا۔ یہ ایک ضخیم ناول ہے جس میں تاریخ کے مختلف ادوار کو نہ صرف تہہ در تہہ کھولا بلکہ یہ بھی بتایا کہ لمحہ بہ لمحہ بدلتے حالات و واقعات کس طرح انسانی معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔اس ناول میں خاص طورپرامریکہ کی زور آوری، پاکستان کے حکمرانوں کی خود غرضانہ پالیسیاں اور دنیائے مغرب کی اسلام دشمنی اور کٹھ پتلی ملاؤں کی کارگزاریوں کومنفرد انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول کی پیشکش میں انہوں نے شعور ی کاوش کوخوبصورتی

کے ساتھ استعمال کیا ہے۔بقول ڈاکٹر ممتاز احمد خان :

’’ان کےخواب، یعنی پرامن دنیا کی خواہش، نت کلاں، کوٹ ستارہ اور دنیا پور سے لے کر حیرتیں جگانے والے امریکی اور کینیڈین ماحول تک کا واقعاتی نیٹ ورک۔۔۔نظر آتا ہے۔‘‘(۱۲)

مستنصر حسین تارڑنے بتانے کی کوشش کی کہ استحصال اور جبر،اشرافیہ کی اندھی قوتوں کا ایک روپ ہے۔ جب انسان اس کو سہتا ہے تو اس کا نہ کوئی مذہب، نہ نظریہ اور نہ ہی جغرافیائی شناخت ہوتی ہے۔ یہ سب اپنا وجود کھودیتی ہیں۔ وقت کے وار اپنے سینے پر جھیلتا ہوا انسان خود کوبالکل تنہا محسوس کرتاہے۔اس مکمل اندھیرے میں مستنصر حسین تارڑ ہمیں روشنی کی کرن بھی دکھاتے ہیں اور ایک نئے انسان اور نئی دنیا کی اُمید بھی دلاتے ہیں۔ وہ پر اُمید ہیں کہ وہ وقت ضرور آئے گا،جب دنیا اس نا انصافی، ظلم، جبر اور غربت اورتعصب سے پاک ہوگی۔ یہ ایک اُمید بھی ہے اورایک خواہش بھی۔ اس حوالے سے ناول" خس و خاشاک زمانے "خاص اہمیت کے حامل ہے۔

حوالہ جات

1- مجاہد کامران،ڈاکٹر، The new word order9/11
سانحہ ستمبر اور نیا عالمی نظام،مترجم: ظفر المحسن پیرزادہ، لاہور، یونی ورسٹی آف دی پنجاب،2014،ص4
2- نجیبہ عارف، ڈاکٹر،11/9 اور پاکستانی اُردو افسانہ، اسلام آباد:پورب اکادمی، اسلام آباد،2001ء،ص22،21
3- فتح محمد ملک، اپنی آگ کی تلاش، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 1999ص27
4- محمد سفیر اعوان، ڈاکٹر، ”خس و خاشاک زمانے ایک ما بعد جدید تجزیہ“، مشمولہ "معیار"،شمارہ 8، شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد،ص407
5- بلال حسن بھٹی، خس و خاشاک زمانے۔مستنصرحسین تارڑ(تبصرہ)مشمولہ مکالمہ، اکتوبر 2019
6- الیاس بابر اعوان، خس و خاشاک زمانے۔مستنصرحسین تارڑ،مشمولہ سہ ماہی رسالہ، اجرا، کراچی جنوری 2016
7- مستنصر حسین تارڑ، خس و خاشاک زمانے، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2010ص506
8- ایضًا،ص509
9- ایضًا،ص581
10- ایضًا،ص640
11- ایضًا،ص424
12- ممتاز احمد خان،ڈاکٹر، "خس وخاشاک زمانے اور نئے آدم کی تلاش"،مشمولہ،"معیار"،شمارہ 8، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد ص395